سلسلہ تالیفات وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر

نمبر ۴۵

پھوٹ اور ایکے کا مناظرہ

از

شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی

سرور بازار سٹیم پریس امرتسر میں شیخ عبدالعزیز پرنٹر کے اہتمام سے چھپا

تعداد جلد ۱۰۰۰

قیمت ا/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پھوٹ

اور

ایکے کا مناظرہ

پھوٹ اور ایکے نے کی یہ گفتگو
میرا ہی ہے یا تیرا مبارک قدم
اپنی ستائش نہیں زیبا مگر
منزلِ ہستی کا ہوں میں رہنما
مجھ سے ہی اجسام کو ہے التیام
میری بدولت ہے کچا اور تنا
میرا اگر ہو نہ قدم درمیاں
دانوں کو دیتا ہوں میں خرمن بنا
ڈھیلوں سے چنتا ہوں حصارِ حصیں
میں ہوں اگر مورچوں کے درمیاں
میں ہوں جہاں کا چمن آرا کہ تو
مجھ سے ہوا مجھ سے بقائے اُمم
حق نہ جتاؤں تو ہو خوفِ ضرر
کچھ نہ ہوا ہی پھوٹ اگر میں نہوں
مجھ سے ہی اجرام میں ہے انتظام
جال یہ سب ثابت و سیار کا
زیر و زبر ہوا بھی نظمِ جہاں
قطروں سے دیتا ہوں میں دریا بہا
ریشوں کو کر دیتا ہوں حبل المتیں
اُن کا سلیماں کو کروں میہماں

مجھ سے ہی ہر قوم اعانت طلب — کرتے ہیں طاقت میری تسلیم سب

قوموں کے اقبال کی ہوں میں دلیل — میں نہیں جس قوم میں وہ ہے ذلیل

مجھ سے گھرانوں کی ہے چھائی بہار — میں نہیں جس گھر میں وہ گھر ہے اجاڑ

ملک ہیں آباد میری ذات سے — یُمن ہے اک میری کرامات سے

میں نے ہے جس قوم کو بخشا وقار — قوم وہی قوم ہے باقی کُہسار

بخت عدو ال ہے اُس قوم کا — بندہ خود اقبال ہے اُس قوم کا

زغہ میں گھر جائے گر ایک اُن کا فرد — لاکھ پہ بھاری ہے بوقت نبرد

ڈال نہیں سکتا کوئی اُس پہ ہاتھ — سو بھی ہے قوم تمام اُس کے ساتھ

میرا ہے جس ملک میں جاری عمل — وہاں کبھی آنے نہیں پاتا خلل

میرے تصرف میں ہے جو سرزمیں — وہاں کوئی بیکس کوئی تنہا نہیں

ایک ہے زخمی تو ہیں سب دلفگار — ایک ہے مظلوم تو حامی ہزار

ایک کو گر دیکھتے ہیں مضطرب — پیٹ کو پکڑے ہوئے پھرتے ہیں سب

آگ اگر گھر میں لگی ایک کے — قوم میں گھر گھر دھوئیں اُٹھنے لگے

کُل کی مصیبت میں ہیں کُل مبتلا — ایک پر آتی نہیں کوئی بلا

ضُعف دباتا نہیں اُن کو کبھی — رکھتے ہیں غمخوار بھی وہاں اتفاقی

غم نہیں افلاس کا مفلس کو وہاں — ایک کا افلاس ہے سب پر گراں

ایک کی خواری سے ہیں نادم ہزار — ایک ہے رُسوا تو ہیں سب شرمسار

ایک کی عزت ہو تو نازاں ہیں سب — ایک ہو گر شاد تو سلطاں ہیں سب

سُنتی ہی اہرِ خانہ بر انداز جھوٹ
مجھ میں نہیں عیب کچھ اس کے سوا
ذات ہی عبری میہ کامل - مگر
ہوتی نگر تیری یہاں ہست و بود
چشمۂ رحمت ہی جماعت - وہ لے
چار جو مل بیٹھتے ہیں یہاں کبھی
صلح کا رہتی ہے بڑا امتی تو
قطع و بریدش تیری جبلّی ہی خو
بھائیوں کو کرتی ہی اغیار تو
ڈالتی ہو ان میں نزاع اور خلاف
قوم میں جو دیکھئے چھوٹا بڑا
مضحکہ خود اپنا بناتے ہیں وہ
سوجھتی تم کی نہیں کوئی بات
رہتا ہی ایک ایک کے در پے نساں
زید کا ہی عمرو سے ظاہر ملاپ
ایک یہ کہتا ہی کہ میری چلے
دیکھئے جس کو وہ ہی اس تاک میں
قوم کی قوم آتی ہی بیکس نظر
عیب ہیں جو تجھ میں وہ مجھ میں نہیں

سچ ہی یہ سب میرا بیان یا کہ جھوٹ
ساتھ میرے تیرا ہی کھٹکا لگا ہ
دیتی ہی گہنا مجھے تو آن کر
میرا ایسا رنگ تھا جہاں میں وجود
کرتی ہو تو آکے مکدر اُسے
سب نظر پڑتے ہیں لرزاں تری
دو دکو ہم دیکھ نہیں سکتی تو
گوشت جدا کرتی ہی ناخن سے تو
یاروں کو کر دیتی ہی بے یار تو
وہ دے نہیں چھوڑتی دل ان میں صاف
چنتا ہی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا
اپنے پہ عالم کو ہنساتے ہیں وہ
یہ جو کہے دن تو وہ کہتا ہی رات
جس سے - جسے دیکھئے ہی بدگماں
دل میں بھرا دونوں کے لیکن ہی تاپ
دوسرا خواہاں کہ رکے اس کی لے
یاروں کے منصوبے میں خلل کی میں
جاتی ہیں جھاڑو کی سی سینکیں بکھر
خوبیاں جو مجھ میں ہیں تجھ میں نہیں

پھوٹ نے آ کے سنا جب یہ لاف
بول کر تقصیر ہو میری معاف
نام ہے بدنام مفت میرا
ذکر برائی سے ہے گھر گھر میرا
پر کوئی انصاف سے دیکھے اگر
میں ہوں وہی جو کہ تو ہے سربسر
عیب ہیں کچھ مجھ میں تو تجھ میں بھی ہیں
خوبیاں تجھ میں بھی ہیں مجھ میں بھی ہیں
خلق کے ہم دونوں مددگار ہیں
دوست کا تو یار ہے دشمن کی میں
اپنوں سے تو غیر کو کرتا ہے زیر
میں ہوں کہ دل غیروں کا رکھتی ہوں سیر
میں کروں تائید نہ تیری اگر
ہو کوئی خوبی نہ تیری جلوہ گر
کام رہیں سارے ادھورے تیرے
ہوں کبھی منصوبے نہ پورے تیرے
میرے ہی بل چلتی ہے گاڑی تیری
مجھ سے ہی سرسبز ہے باڑی تیری
بس جو نہ ایران کو دلاتی شکست
رومیوں کے حوصلے ہو جاتے پست
ڈالتی بغداد میں گر میں جال
کرتی نہ عباسیوں کو پائمال
کام نہ آتا کوئی تیرا ہنر
فتح نہ پاتی کبھی فوج تتر
ہوتی بخارا میں نہ گر میں مخل
کرتی نہ سامانیوں کو مضمحل
غزنوی اس طرح نہ پاتے فروغ
ٹھیرتے دعوی تیرے سارے دروغ
ہند میں ہی گل نہ کھلاتی اگر
رنگ نہ یہاں اپنا جماتی اگر
غوریوں کو فتح دلاتا نہ تو
خلجیوں کے کام کچھ آتا نہ تو
لودیوں کے بڑھتے نہ آگے قدم
مغلوں کا یہاں آ کے نہ گڑتا علم
ہند میں کرتی نہ اگر میں وطن
پھیلتے مغرب کے نہ یہاں علم و فن

یہ تو بیا تو نے نفسِ امی اتفاق
تجھ سے سوا مجھ میں ہے۔ سچ اسکو جان
تو جو کسی قوم کا بنتا ہے یار
اُس کو نہ پیش آئے کبھی روزِ بد
حصّہ میں اُس کے رہے عزّ و شرف
آئے نہ اقبال کو اُس کے زوال
تیرا تو یہ خاصّہ ٹھہرا۔ مگر
آج کسی کو جو چڑھاتا ہے وہ
جزر ہے دریا میں پس از مد ضرور
ختم جب اقبال کا ہوتا ہے دور
خصلتیں اُن کی نہیں رہتیں درست
بڑوں کے بھی وہ نہیں لاتے بجا
ملتی ہے ہر چند کہ مہلت اُنہیں
جب نہیں غفلت کا اُترتا خمار
کرتے سزا سے نہیں پھر در گذر
لیتے ہیں چھین اُن سے حکومت کبھی
علم کبھی دیتے ہیں اُن کا مٹا
اس پہ بھی ہوتے نہیں جب ہوشیار
گوڑے یہ کھا کھا کے گئے گر سنبھل

اب کہوں کچھ اور جو گذرے نہ شاق
جلوہ گر انصافِ الٰہی کی شان
چاہتا ہے بگڑے نہ وہ زینہار
بات ہے اُس کی بنی تا ابد
رشک سے تو میں نکمیں اُسکی طرف
دوست رہیں شاد۔ عدو پائمال
عادتِ حق کی نہیں تجھ کو خبر
دوسرے دن اُس کو گراتا ہے وہ
عزت و دولت کی ہے اک حد ضرور
سارے بگڑ جاتے ہیں قوموں کے طور
فرض ادا کرنے میں رہتے ہیں سست
بندوں کے حق اور حقوقِ خدا
پر کبھی ہوتی نہیں عبرت اُنہیں
ہوش میں آتے نہیں وہ زینہار
کارگذاران قضا و قدر
کرتے ہیں سلب اُن کی لیاقت کبھی
دیتے ہیں دولت کبھی اُن کی لٹا
بھیجتے ہیں قحط و وبا بار بار
سر سے بلا قوم کے جاتی ہے ٹل

ورنہ مجھے کرتے ہیں مامور وہاں
تاکہ کروں قدرتِ باری عیاں

الحذر اُس وقت سے اے اتفاق
آن کے جب کہتی ہوں میں یا الفراق

آگئے اُس قوم کے بس دن بُرے
حق نے کیا جس پہ مسلط مجھے

کوہ کو کاں ہوں پرِ کاہ میں
شیروں کو کردیتی ہوں روباہ میں

قدر و بہا قوم کی لیتی ہوں چھین
کوڑی کے کردیتی ہوں میں تین تین

کرتے نہیں غیر اُنہیں آ کے پست
پاتے ہیں وہ اپنے ہی ہاتوں شکست

دیتے ہیں دشمن اُنکا بداندیش چھوڑ
آپ ہی مرجاتے ہیں سر پھوڑ پھوڑ

آگ پہ گویا کہ ہوں بارود میں
قوموں کو کردیتی ہوں نابود میں

ہوگیا جس ملک میں یہاں میرا رواج
قحط و وبا کی نہیں وہاں احتیاج

قحط و وبا کرتے ہیں جانیں تلف
کھوتی ہوں میں قوم کا عزّ و شرف

دیتے ہیں وہ قوم کی گنتی گھٹا
کرتی ہوں میں قوم کو بالکل فنا

حکم یہی ہے مجھے اے اتفاق
ڈالتی ہوں اس لیئے ان میں نفاق

ہے میری تحقیر خلافِ ادب
میں ہوں فرستادۂ درگاہِ رب

سلسلہ تقریر کا جب بڑھ گیا
جھوٹ کو یہ غیب سے آئی صدا

ڈالدیئے تو نے دلوں میں شگاف
کب تلک اے جھوٹ یہ لاف و گزاف

حد سے سوا بڑھ گئی تو بے شرم
جھوٹ میں اور اتنا غلو شرم شرم

چیزِ حقیقت میں کوئی تو نہیں
تجھ میں حقیقت کی کہیں بو نہیں

چیز وہی ہے جو حقیقت میں ہے
تقیہ جو خلق کی فطرت میں ہے

فطرت انساں کے ہی جو کچھ خلاف — ہیچ ہی وہ اس میں نہیں اختلاف

طبع بشر میں ہی ودیعت وفاق — واں نہیں مطبوع بجز اتفاق

روم ہوں یا ترک عجم یا عرب — مہر و محبت پہ ہیں مجبول سب

ایک کو ہی ایک کی جانب جھکاؤ — ایک سے ہی ایک کے دل کو لگاؤ

ہوتی کچھ اے پھوٹ اگر تیری اصل — تخمہ انساں کی ہوتی نہ نسل

تو ہی وہ سرچشمہ نہیں جسمیں آب — تیری نمائش ہی بہ رنگ سراب

ایسے بہت کرتی ہیں جلوے عیاں — آدم خاکی کی غلط فہمیاں

جیسے کہ بے اصل خبر گاہ گاہ — ملک کرادیتی ہی دم میں تباہ

تجھسے بھی پڑ جاتے ہیں اکثر بگاڑ — رائی کے ہو جاتے ہیں بنکر پہاڑ

ہی یہ نمائش تیری اے خود نما — شعبدہ اک وہم غلط کار کا

سیکڑوں گھر جہل نے گھالے ہیں یہاں — پردے بہت عقلوں پہ ڈالے ہیں یہاں

جہل کا چھایا ہی اندھیرا جہاں — ملک کو ظلمت نے ہی گھیرا جہاں

ٹھیک نہیں سوجھتی واں کوئی چیز — نفع و ضرر میں نہیں ہوتی تمیز

قوم کی تعریف نہیں جانتے — اپنی حقیقت نہیں پہچانتے

کر نہیں سکتے وہ حقایق میں غور — کہتے ہیں جڑ اور ہی ٹہنی ہی اور

جانتے دریا کو ہیں اک شی جدا — قطروں سے کہتے ہیں کہ وہ ہی جدا

پر یہ عزیزوں کو نہیں سوجھتا — ہی انہیں قطروں سے وہ دریا بنا

بس یہی انساں کی غلط کاریاں — دیتی ہیں پہنچا اسے اکثر زیاں

ہوتا ہی بیٹھا ہوا جس شاخ پر — تولنے لگتا ہی اسی پر تبر

چلنے کو جس راہ میں ہوتا ہی وہ / کانٹے اُسی راہ میں بوتا ہی وہ
پینے کا جو اُس کے ہی جاں بخش جام / زہر ملاتا ہی اُسی میں وہ خام
حق کبھی ہونے نہیں دیتیں عیاں / جہل کی چھائی ہوئی تاریکیاں
ہوتی ہی پر ختم شبِ تار جب / پھیلتے ہیں علم کے انوار جب
شے نہیں رہتی کوئی پیشِ نظر / نورِ حقائق کے سوا جلوہ گر
سچ نظر آتا ہے سچ اور جھوٹ جھوٹ / تفرقہ رہتا ہی نہ رہتی ہی پھوٹ
وہم دوئی دل میں سماتا نہیں / اپنے سوا کچھ نظر آتا نہیں
بھائیوں پر پہلے کیے تھے جو وار / اپنا بدن پاتے ہیں اُنسے فگار
اُن پہ چلائے تھے جو تیر و سناں / اپنے بدن پر ہیں اب اُنکے نشاں
اُن کے سمجھ کر جو بگاڑے تھے کام / کام نکلتے ہیں وہ اپنے تمام

علم ہو جس قوم کا یاں راہبر / برکتیں اللہ کی اُس قوم پر
جانتے ہیں وہ برکاتِ وفاق / اُن پہ ہیں روشن خطراتِ نفاق
فرق نہیں اُن کے زن و مرد میں / قوم کی طاقت ہی ہر اک فرد میں
رتبہ یہ ایکے نے ہی اُن کو دیا / لاکھوں کروڑوں پہ ہیں فرمانروا
زور سے ہیں اُنکے زبردست زیر / لومڑیاں سامنے اُنکے ہیں شیر

اے کہ تیری ذات ہی عالم پناہ / اسود و احمر کا ہے تو بادشاہ
جوڑنا توڑوں کا ترے ہاتھ ہی / تیری صفت جامعِ اشتات ہے

منبع ادبار ہے جب تک نفاق — ثمرِ اقبال ہے جب تک وفاق

تلخ ہے جب تک ثمرِ اختلاف — ہے تر و تازہ شجرِ ائتلاف

بھیجیو نکبت نہ کسی قوم پر — رکھیو ہر اک قوم کو شیر و شکر

ٹوٹے نہ آفاق میں سنگت کوئی — ہو نہ پراگندہ جماعت کوئی؟

بند سے ہو بند نہ کوئی جدا — بکھرے نہ شیرازہ کسی قوم کا

پھوٹ کسی قوم میں پڑ جائے جب — ایک سے ایک اُن میں بگڑ جائے جب

رکھنی ہے باقی تجھے گر اُن کی نسل — تفرقہ کر اُن کا مبدل بہ وصل

ورنہ اگر ہو نہ طلب اُنکو بس — اور نہ ہو سر جوڑنے کی اُنکے آس

وہ جیئے تو کیا جیے بے آبرو — جلد اُٹھائے اُنہیں دنیا سے تو

پھوٹ ہے جس قوم میں وہ قوم کیا — حق میں ہے اُس قوم کے بہتر فنا

تمت